اکائی:4 جدید عربی تنقید

اکائی کے اجزاء

4.1 مقصد

4.2 تمہید

4.3.1 شیخ مرصفی اور جدید عربی تنقید

4.3.2 شیخ مرصفی کی تنقیدی آراء کا مختصر جائزہ

4.4.1 مدرسة الديوان

4.4.2 مدرسة الديوان کی اہم تنقیدی آراء

4.5.1 جماعة ابو لو

4.5.2 جماعة ابولو کی اہم تنقیدی آراء

4.6.1 الرابطة القلمية (مہجر شمالی)

4.6.2 الرابطة القلمية کی اہم تنقیدی آراء

4.7.1 العصبة الاندلسية (مہجر جنوبی)

4.7.2 العصبة الاندلسية کی اہم تنقیدی آراء

4.8.1 مہجر جنوبی کے چند اور مدارس فکر - رابطة

4.8.2	**الرابطة الادبية**
4.9.1	**ممتاز ناقدین اوران کے اہم کارنامے**
4.9.2	**الوسيلة الادبية العلوم العربية** ،شيخ حسين مرصفى
4.9.3	الديوان فى الادب و النقد: عباس **محمود**/عبدالقادرالمازنی
4.9.4	**الغربال** : میخائیل نعیمہ
4.10	چارٹ: ممتاز ناقدین اوران کی اہم تصانیف
4.11	فرہنگ
4.12	معلومات کی جانچ
4.13	نمونے کے امتحانی سوالات
4.14	مطالعے کی لیے معاون کتابیں

4.1 **مقصد**: اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ:

☆ جدید عربی تنقید کے معنی ومفہوم سے واقف ہوسکیں گے

☆ جدید عربی تنقید کے خواص امتیازات کو جانیں گے

☆ اس تنقید کے نظریات اور مکتبہائے فکر سے واقف ہوسکیں گے

4.2 تمہید:

جدید عربی تنقید کی اصطلاح کا اطلاق اس دور کی تنقید پر ہوتا ہے جس کو ''عصر ما بعد النہضة'' یعنی ''نہضة'' کے بعد کا دور کہا جاتا ہے۔ نہضة عربی میں بیداری کو کہتے ہیں۔ اٹھارہویں صدی کے آخر میں جب عربی زبان وادب بے سروسامانی کے عالم میں ڈگمگا رہے تھے، بیداری اور انقلاب کا آفتاب وادی نیل پر طلوع ہوا۔ عربی زبان اور ادب میں زندگی کی نئی لہر دوڑ گئی اور وہاں سے تمام مقامات پر پھیلتی چلی گئی۔ یہ زمانہ 1798 میں نپولین کے مصر پر حملہ کرنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ جنگ اور ہنگامی حالات کے باوجود اس قائد کے ساتھ آنے والی علمی جماعت نے مصر میں تمدن کے نئے بیج بودیے، تحقیقی اکیڈمیاں، کتب خانے، پریس، کیمیائی رصدگاہیں وغیرہ ان میں سے چند ہیں۔

اس دور میں مشرق ومغرب روابط اور تال میل میں اضافہ ہوا، عرب ادباء اور ناقدین کو مغرب کے ادبی اور تنقیدی اسالیب اور آراء کی اہمیت ان کو سمجھ میں آئی۔ آزادی رائے کی فضا ہموار ہوئی۔ ادباء کا ادب اور زندگی کے تئیں نظریہ بدلنے لگا۔ محمود سامی البارودی پہلے شاعر ہیں جنہوں نے اس نئی فکر سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے دور اور اپنی قوم کے حالات کی تصویر کشی اپنی شاعری میں کی۔ اس انقلابی فکر کے نتیجے میں شاعری کی دو اہم صورتیں سامنے آئیں:

۱۔ سیاسی اور وطن پرستی کی شاعری

۲۔ سماجی شاعری

عبدالرحمٰن شکری، ابراہیم عبدالقادر مازنی اور عباس محمود عقاد جیسے شعراء نے مصری عوام کے مسائل اور پریشانیوں کو الفاظ کے پیکر میں ڈھالنے کا کام کیا۔ محمد حسین ہیکل نے فنی معیار پر پورا اترنے والا مشہور ومعروف ناول ''زینب'' تحریر کیا

توتوفیق الحکیم نے ''عودۃ الروح'' کے ذریعے عرب ناول نگاری کونئی نہج اور جہت عطا کی۔ صحافت کے میدان میں عباس محمود عقاد، ابراہیم عبدالقادر مازنی اور محمد حسین ہیکل نے مورچہ سنبھالا۔ ملک اسماعیل نے ''دیوان المدارس ''نامی ادارے کے ذریعے تعلیم کے میدان میں نئے آفاق تک رسائی حاصل کی تو محمد علی نے 1831 میں ''مدرسۃ الألسن'' کے ذریعے عربی زبان کی خدمت کا فریضہ انجام دیا۔

اس فرانسیسی حملے کا عربی صحافت پر بھی بڑا اثر پڑا۔ صحافت کے فروغ سے تنقید کو بھی پھلنے پھلونے کو موقع ملا۔ ''الوقائع'' پہلا عربی رسالہ تھا جو عربی اور ترکی زبان میں جاری ہوا۔

4.3.1 شیخ مرصفی اور جدید عربی تنقید:

انسویں صدی میں تنقید کے مظاہر ہمیں ان لفظی بحثوں اور مناقشوں میں دیکھنے کو ملتے ہیں جو جامعہ ازہر اور اس سے متعلقہ اداروں کے دروس اور محاضرات میں ہوا کرتے تھے۔ شیخ حسین مرصفی کی کتاب ''الوسیلۃ الادبیۃ الی العلوم العربیۃ ''انیسویں صدی کے اواخر کی تنقید کا ایک نمونہ کہا جاسکتا ہے۔ یہ کتاب ان کے عربی تنقید سے متعلق محاضرات پر مشتمل ہے اور اس کو تنقید کے میدان میں ایک اہم کام مانا جاتا ہے۔ یہ محاضرات ''روضۃ المدارس ''نامی رسالے میں بھی شائع ہوتے رہے۔ مرصفی، جامعہ ازہر کے معتبر اساتذہ میں شمار ہوتے تھے۔ عربی تنقید کے اس انقلابی دور میں ان کو تنقید لکھنے والے اولین ناقدین میں شمار کیا جاتا ہے۔ ناقدین مرصفی کو انیسویں صدی کے اواخر میں لغوی تنقید پر گفتگو کرنے والا اولین ناقد مانتے ہیں مرصفی کی فکر کے سوتے تو قدیم تنقیدی اصول سے ہی پھوٹتے ہیں، مگر انہوں نے قدماء کی نہج سے ہٹ کر تنقید کو منہجیت کی

راہ دکھائی۔ مثلاً وہ شعر کی قدیم تعریف کہ ''شعر موزون اور مقفی کلام کو کہتے ہیں'' کو نامکمل مانتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ''اصحاب عروض شعر کو موزوں اور مقفی کلام مانتے ہیں، لیکن ہم اصحاب نقد و ادب شعر میں اس سے بڑھ کر بھی بہت کچھ دیکھتے ہیں۔ شعر اعراب اور بلاغت سے عبارت ہوتا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ شعر وہ بلیغ کلام ہے جو استعارے اور وزن اور روی میں یکساں اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے، اس کے ہر جزء کا مقصد، غرض اور غایت مختلف ہوتی ہے۔

4.3.2 شیخ مرصفی کی تنقیدی آراء کا مختصراً جائزہ:

۱۔ حسین المرصفی شعر اور صناعت شعر کی تعریف ابن خلدون کی تعریف کے مطابق کرتے ہیں، یعنی ''شعر محور، قافیے اور وزن کی پابندی کے ساتھ مختلف اغراض پر مشتمل ہوتا ہے۔

۲۔ ''ذوق'' کے بارے میں مرصفی خلدون کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں کہ وہ زبان کے بلاغی پہلوؤں پر کمال حاصل کرنے کا نام ہے۔

4.4.1 ''مدرسة الديوان''اور جدید تنقید:

''مدرسة الديوان'' کا شمار جدید عربی تنقید کے اہم ترین مکاتب فکر میں ہوتا ہے۔اس مکتب فکر نے اپنے افکار سے ادب اور تنقید کی دنیا میں انقلاب آفریں نقوش ثبت کیے۔ان کے افکار تنقید اور بحث وتمحیص کا موضوع بھی بنے مگر در حقیقت یہ مکتب فکر ہی تجدید فکر کا اصل محرک ثابت ہوا۔''مدرسة الديوان،کو جماعة الديوان کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، یہ تین شعراء کی جماعت پر مشتمل تھا۔عباس محمود العقاد،عبدالرحمٰن شکری اور ابراہیم عبدالقادر المازنی۔

''مدرسة الديوان '' کا سب سے بڑا کارنامہ''الديوان''نامی کتاب ہے۔اس کتاب کے مؤلف عباس محمود عقاد اور عبدالقادر المازنی ہیں۔کتاب نے تنقید کے میدان میں فکری انقلاب میں روح پھوکنے کا کارنامہ انجام۔دیا اس کتاب کا پورا نام''الديوان فی الادب والنقد ''ہے۔''مدرسة الديوان '' کا نام بھی اس کتاب سے ماخوذ ہے۔یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔اس کتاب کی تحریر کا سب سے بڑا مقصد ان''ادبی بتوں'' کو مسمار کرنا تھا جو اس زمانے میں سکہ رائج الوقت تھے۔ان ناموں میں سب سے اہم نا امیر الشعراء احمد شوقی کا تھا۔

''مدرسة الديوان'' کے اکثر اصول اور مبادی انگریزی ادب سے ماخوذ تھے۔عقاد انگریزی کی رومانوی (رومانی) تحریک سے متاثر تھے۔انگلستان میں ورڈزرتھ،اور کولرج کو انگریزی میں رومانوی تنقید کا بانی سمجھا جاتا ہے۔عقاد کی کتاب''شعراء مصر

بيئاتهم فی الجيل الماضی ''عقاد کے اس تاثر کی دلیل ہے۔مدرسة الديوان نے کلاسیکی شاعری کے اندر موجود خامیوں کو اجاگر کیا اور ان کے خلاف آواز اٹھائی۔شاعری کو سچے جذبات کا وسیلۂ اظہار قرار دیا اور تکلف اور تصنع پر نکتہ چینی کی۔یوں تو خلیل مطران،کا مکتب فکر بھی مصر میں مدرسة الديوان سے پہلے سامنے آیا اور اس مکتب فکر نے بھی عربی شاعری میں نئے آفاق اور نئے پیمانوں کی طرف بلایا۔یہ مکتب فکر بھی مغربی مکتبائے فکر سے متاثر تھا۔لیکن عقاد نے اس مکتب فکر سے اپنے متاثر ہونے کی نفی کی ہے۔اس کے برعکس عقاد کا یہ ماننا تھا کہ، خلیل مطران،بھی مدرسة الديوان کی

فکر سے ہی متاثر تھے۔ ناقدین اس اختلاف کو کوئی بڑا اختلاف نہیں مانتے، بلکہ اکثر ناقدین مطران کو جدید عربی میں وصف، ڈرامہ نگاری اور تصویر کشی کے اصولوں کے سلسلے میں مجدد مانتے ہیں تو مدرسة الديوان ،کو شاعر کی شخصیت اور اس کے احساس و جذبات سے گفتگو کرنے اور نئے پیمانے دینے والا مکتبِ فکر مانتے ہیں۔

4.4.2 مدرسة الديوان کی اہم تنقیدی آراء:

'مدرسة الديوان ' نے ابتدا ہی سے عربی شاعری کی روایتی شکل و صورت، مضمون، زبان اور اس کے ڈھانچے کی مخالفت کی۔ اس کی اصل وجہ ان کی مغربی شاعری سے دل چسپی تھی جہاں قصیدہ عروض و قوافی اور محور واوزان کی قیود سے تقریباً آزاد ہو چکا تھا۔ ان کی توجہ کا اصل موضوع شاعر کی ذات اور وجدان تھا۔

اس جماعت کا ماننا تھا کہ ایک قصیدہ زندہ جسم کی مانند ہوتا ہے۔ جس طرح جسم کے ہر عضو کا ایک خاص کام ہے اسی طرح قصیدے کے ہر جزء کا بھی مخصوص اور متعین کام ہے۔ لہذا قصیدے کا کسی ایک ہی قافیے کا پابند ہونا ضروری نہیں ہے۔ قصیدے کے مضامین میں تنوع ہونا بھی ضروری ہے۔ مدرسة الديوان ،خاص مناسبتوں سے کہے جانے والے قصائد کے حق میں نہیں تھا۔ ان کا ماننا تھا کہ شاعری کو انسانیت کا ترجمان ہونا چاہیئے۔ مدرسة الديوان کے ارکان شاعری میں ایسی زبان کے استعمال کے سخت مخالف تھے جو قاری یا سامع کو بار بار اور معاجم اور لغات کی طرف رجوع کرنے پر مجبور کرے۔ ان کا ماننا تھا کہ شاعری کی زبان وہی زبان ہونی چاہیئے جو معاشرے میں رائج اور مستعمل ہے۔

عبد القادر المازنی کا یہ شعر اس فکر کی بہ خوبی ترجمانی کرتا ہے:

وما الشعر الا صرخة طال حبها

يرن صداها فی القلوب الكواتم

اس سلسلے میں عبدالرحمٰن شکری کا یہ شعر بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے اور ضرب المثل کی صورت اختیار کر چکا ہے:

ألا يـــا طـــائـــر الـــفـــردو

س ان الشـــعـــــر وجـــدان

جدید تنقید کا ذکر

''مدرسة الديوان '' کے ذکر اور اس کے کارنامون کے ذکر کے بغیر ادھورا رہے گا۔عقاد، شکری اور مازنی نے اپنے مقالات اور اپنی انقلابی فکر کے ذریعے جدید عربی تنقید کے اندر زندگی کی نئی روح پھونک دی۔

4.3. جماعة الديوان کی تنقیدی آراء:

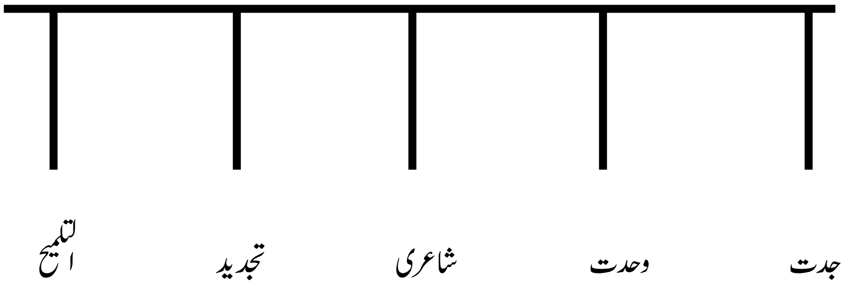

جدت	وحدت	شاعری	تجدید	التلمیح
موضوعات میں	ڈھانچے میں	موضوعاتی	اسلوب	تفریح کے بہ جائے
		مقصی	موسیقی	

4.5.1 جماعۃ ابولو:

جدید عربی تنقید کی ایک اہم تحریک ''جماعۃ ابولو'' ہے۔اس کی بنیاد احمد زکی ابوشادی نے ۱۹۳۲ میں رکھی۔احمد زکی ابو شادی مصر میں ۱۸۹۲ پیدا ہوتے تھے۔ان کا شمار مصر کے نامور شعراء میں ہوتا تھا۔وہ پیشے سے طبیب تھے۔اس جماعت سے مصر اور عالم عرب کے بڑے بڑے شعراء اور ادباء منسلک ہوئے۔ان میں سے چند اہم نام''**ابراھیم ناجی،علی محمود طہ،ابو قاسم الشابی،صالح جودت، کامل کیلانی،صلاح احمد ابراھیم** وغیرہ کے ہیں۔**جماعۃ الدیوان** نے جب کلاسیکی اور قدیم شعراء کے طرزِ شعر کے خلاف آواز اٹھائی تو ادبی منظر نامہ معرکوں اور مناقشوں کی آماجگاہ بن گیا۔اسی معرکہ آرائی کے دوران ''مدرسۃ ابولو'' نے اپنا سر اٹھایا تاکہ وہ ان دونوں مکاتبِ فکر سے ہٹ کر ایک نئی نہج اور فکر کی بنیاد ڈالے۔

جماعۃ ابولو کا نام یونانی خدا ''اپولو(APOLLO) کے نام سے ماخوذ ہے۔اپولو دراصل ''ابولیون'' کا مخفف ہے۔اس خدا کو اصل یونان نور،فن، جمال، کا خدا مانتے تھے۔یہ نام خود اس بات پر دال ہے کہ جماعۃ اپولو کے ارکان مغربی غیر عربی تہذیب ااور تمدن سے متاثر تھے۔یہ سب بھی رومانوی مکتب فکر ونقد کے حامل تھے۔'**جماعۃ ابولو**' کے ترجمان کے پہلے شمارے کے افتتاحیے میں ابو شادی نے لکھا تھا:

> '' فنون ادب میں شاعری کے عظیم مقام کو نظر میں رکھتے ہوئے یہ کہتے ہوئے بڑا افسوس ہوتا ہے کہ اس وقت شاعری ایک نازک صورتِ حال سے دوچار ہے،لہذا ہم نے طے کیا کہ ہم اس شمارے کو'' شاعری'' کے لیے خاص کردیں۔شاید یہ اقدام عرب دنیا میں اپنی طرز کا انوکھا اور نیا اقدام ہے۔ہم نے اسی لیے ایک تنظیم کی بنیاد ڈالی ہے اور اس کا نام'جماعۃ اپولو' رکھا ہے۔ہمارا مقصد شاعری کو اس کا کھویا مقام واپس دلاتا ہے۔شعراء کے درمیان اخوت اور تعاون کی فضا ہموار کرنا ہے۔یہ مجلّہ کسی بھی قسم کی گروہی عصبیت سے پاک ہے۔اس کے اصول اور مبادی سے متفق ہر شخص کے تعاون کا ہم استقبال کرتے ہیں۔''

اسی شمارے میں 'جماعۃ ابولو' کا دستور، نظام اور اغراض بھی بیان کیے گیے تھے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ عربی شاعری اور شعراء کی رہ نمائی

۲۔ شعراء کے ادبی، سماجی اور مادی معیار کی بلندی

۳۔ عالم شعر و ادب میں کارفرما تحریکات کا تعاون

امیر الشعراء احمد شوقی نے اس تنظیم اور اس کے مجلّے کا استقبال اپنے مندرجہ ذیل اشعار کے ذریعے کیا:

ابولواء، مرحبا بک یا بولو

فانک من عکاظ الشعر ظل

عکاظ وانت للبلغاء سوق

علی جنباتها حلوا وحلوا

عسی تأتیننا بمعلقات

نروح علی القدیم بها ندل

لعل مواهبا خفیت و ضاعت

تذاع علی یدیک وتشغل

احمد شوقی نے بھی اس جماعۃ، کی صدارت سنبھالی، ان کے خلیل مطران، شاعر القطرین کو اس تنظیم کا صدر بنانا گیا۔ مصر اور بیرون مصر کے بڑے بڑے شعراء اور ادباء اس 'جماعۃ' سے وابستہ ہو لیے۔ مثلاً ابرهیم ناجی، علی محمود طه، کامل کیلانی، احمد محرم وغیرہ۔ جماعة ابولو کے مجلّے میں احمد شوقی، خلیل مطران، عباس محمود عقاد، مصطفی صادق رافعی اور ابو القاسم الشابی وغیرہ کے ادبی، تنقیدی مقالات

شائع ہوئے۔ یہ مجلّہ 1934 تک شائع ہوتا رہا۔

4.5.2 جماعة ابولو کی اہم تنقیدی آرا:

۱۔ ادبی تحریروں اور خاص طور پر شاعری میں عام فہم اور آسان زبان کے استعمال پر زور

۲۔ شاعرانہ تصویر کشی کا استعمال

۳۔ رموز اور اساطیر کا کثرت سے استعمال

۴۔ وحدة التفعيلة کی بناء پر قصیدے کے اندر موسیقی پیدا کرنا

۵۔ تصنع سے گریز

۶۔ خلیل کی شعری بحروں کے استعمال سے گریز

4.6.1 الرابطة القلمية:(شمالی مہجر)

رابطۂ قلمیة (شمالی مہجر) نیویورک میں 1920 میں قائم کی گئی۔ مہجری ادیب **عبد المسیح حداد** (1860-1963) نے اس کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد **جبران خلیل جبران** ،**میخائیل نعیمه**،**نسیب عریضه**،**ایلیا ابو ماضی**،**اسعد رستم** ،**امین الریحانی** جیسے نمایاں اور ممتاز شعرا اور ادباء اس تحریک سے وابستہ ہوئے۔

انیسویں صدی اور بیسویں صدی میں عربوں نے بڑی تعداد میں خاص طور پر لبنان اور شام سے امریکہ، کنیڈا ار

جنوبی امریکہ کے ممالک کی طرف ہجرت کی۔اس ہجرت کے پیچھے بہت سے سیاسی اور سماجی عوامل کارفرما تھے۔وہاں جا کر انہوں نے عربی زبان اوراس کے آداب کو وہاں عام کرنے کا کام کیا۔ان پردیسی بستیوں میں انہوں نے اپنے جذبات واحساسات کے اظہار کے لیے ادب کا سہارا لیا۔یہ مہاجرین دوگروہوں میں تقسیم ہو گئے۔

۱۔ مہجر شمالی (امریکہ میں بسنے والے)

۲۔ مہجر جنوبی (برازیل وغیرہ میں بسنے والے)

ان دونوں مہجری بستیوں کے ادبا کی اپنی الگ خصوصیات اور امتیازات ہیں۔جدید عربی ادب کی امریکہ کی طرف (شمالی وجنوبی) ہجرت کو پہلی صدی ہجری کے اواخر میں عربی ادب کی اندلس کی طرف ہجرت سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ایک نئے ماحول کو پا کر دونوں ہی قسم کے مہاجرین نے عربی ادب کو نئے نئے طرز ہائے اظہار اور پیکر تراشیوں سے متعارف کرایا۔

زیادہ تر مورخین اس بات پر متفق ہیں شام کی طرف سب سے پہلے 1854 ایک لبنانی شخص نے ہجرت کی۔اس کا نام **الطوان البشعلانی** تھا۔امریکہ کی طرف سے پہلے ہجرت کرنے والے ادیب میخائیل رستم تھے۔یہ مشہو رشاعر اسعد رستم کے والد تھے۔ان کے بعد **لویس صابونجی** نے 1872 میں ہجرت کی اور مہجر میں پہلا عربی قصیدہ بھی انہوں نے ہی لکھا۔اس قصیدے میں انہوں نے سنٹرل پارک (Central Park) نامی محلے کی تصویر کشی کی ہے۔یہ قصیدہ 1901ء میں شائع ہوا۔

4.6.2 الرابطة القلمية کی اہم تنقیدی آرا:

۱۔ آسان اور عام فہم زبا کا استعمال اور قدیم عربی اسالیب کے تکلف اور تصنع کی تقلید سے گریز۔

۲۔ شاعری کے ڈھانچے کو نئی شکل وصورت عطا کرنا، مثلاً الشعر الحر (آزاد شاعری) کی بنیاد۔

۳۔ انسان اور اس کے مصائب وآلام کی صحیح اور سچ تصویر کشی،

۴۔ وطن کی محبت کے اظہار میں مبالغہ۔

۵۔ اسرا حیات کے بارے میں غور وفکر اور اس کائنات اور اشیاء کے جوہر کے بارے میں غور وفکر۔

۶۔ محبت، خیر اور حق کی طرف بلانا،

۷۔ شاعری اور دوسری اصناف ادب میں رمز (اشارے) کا کثرت سے استعمال۔

4.7.1 العصبة الاندلسية (مہجر جنوبی)

العصبة الاندلسية کی بنیاد 1932ء میں مہجر جنوبی، برازیل کے شہر ''سان باولو'' میں رکھی گئی۔ اس کے بنیاد گزاروں میں **میشال معلوف** کا نام سب سے اہم ہے۔ **میشال معلوف** کے بعد **رشید سلیم الخوری** جو **الشاعر القروی** کے لقب سے معروف ہیں اس نے اس کی کمان سنبھالی۔ **رشید سلیم** کے بعد **شفیق المعلوف** اس کے ذمے دار بنے۔ اس جماعت کا نام خود اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ اس کے اصحاب ''اندلسی ادب'' سے متاثر تھے۔ خاص طور پر **الموشحات** اور ان کی موسیقیت اور غنائیت کے دل دادہ تھے۔ اس تحریک سے کافی ادباء وابستہ ہوئے مثلاً میشال معلوف (صدر) **داود شکور** (نائب صدر) **نظیر زیتون** (جنرل سکیر یٹری) **یوسف**

البعینی (خزانچی)**الیاس فرحات، شکراللہ الجر، الفوزی المعلوف، توفیق صفون، قیصر سلیم الخوری**وغیرہ۔

اندلسی شاعری سے وابستگی کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ یہ لوگ جدت کے خلاف تھے۔ بلکہ قدیم اصول سے وابستہ رہتے ہوئے انہوں نے شاعری کو نیا رنگ اور آہنگ عطا کیا۔

فوزی المعلوف نے اپنی طویل نظم ''**بساط الریح**'' کو موسیقی کے نظام کے مطابق لکھا اور اس کو سات نغموں میں تقسیم کیا:

١۔ لغز الوجود

٢۔ فی ھیکل الذکری

٣۔ بین المھد اللحد

٤۔ یوم مولدی

٥۔ بسمات

٦۔ دموع

٧۔ العذاب

اس طویل نظم میں **فوزی المعلوف** ایک دوسرے ہی عالم کی سیر کرتے ہیں ستاروں، سیاروں اور عالم ارواح میں گشت لگاتے ہیں اس کے اور زندگی اور انسان سے متعلق اپنا نظریہ پیش کرتے ہیں۔ اس نظم کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ متعدد زبانوں میں اس کے ترجمے بھی ہوئے۔

ہسپانوی شاعر ''فرانسیکو فیلا سپازا Fransislco Fila Spaza نے ہسپانوی زبان پرتگالی شاعر سوپرینو Suprinnou نے پرتگالی زبان، انگریزی شاعری جورج کفن Jorg Koven نے انگریزی زبان ڈاکٹر کمیفاریر D. Kamivmayer نے جرمنی زبان کروشکومسکی Krotchkomesty نے روسی زبان، باختین Baktin نے

روسی زبان اور ڈاکٹر فائزعون نے فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ کیا۔

العصبة الاندلسية کے شعراء نے اپنی شاعری میں کہانیوں کو ڈھالا مثلاً **القروی** کے قصائد "**البلبل الساکت**"**السمكة الشاعرة ،حضن الأم ،الربيع الاخير** وغیرہ کافی مقبول ہوئے۔

4.7.2 العصبة الاندلسيه کی اہم تنقیدی آرا:

۱۔ تکلف سے اجتناب اور آسان اور شیریں اسالیب کا استعمال

۲۔ الفاظ اور اسالیب میں موسیقی آفرینی کا خاص اہتمام

۳۔ اصنافِ سخن میں تجربے اور جدت پر زور

۴۔ رموز اور اشارات کے ذریعے کلام میں حسن پیدا کرنا

۵ "**القصة الشعرية**"(شاعری میں قصہ گوئی) کا اہتمام

4.8.1 مہجر جنوبی کے چند اور مدارس فکر:

رابطہ منیرفا - اس کی بنیادی احمد ذکی ابوشادی نے 1948ء میں نیویارک شہر میں رکھی۔لیکن یہ رابطہ زیادہ دن قائم نہ رہ سکے،احمد ذکی ابوشادی کی وفات کے ساتھ ہی اس کا بھی خاتمہ ہوگیا۔

4.8.2 الرابطۃ الادبیۃ

اس رابطے کی بنیاد جورج صیدح نے 1949 میں ارجنٹائنا میں رکھی مگر دو سال کی مدت میں ہی یہ رابطہ کالعدم ہوگیا۔

4.9.1 ممتاز ناقدین اوران کے تنقیدی کارنامے

جدید عربی تنقید کا کینوس مختلف قسم کے ادبی اور تنقیدی رنگوں سے بھرپور اور حسین وجمیل نظرآتا ہے۔اس کا قافلہ مسلسل منزل کی جانب رواں دواں ہے۔اس قافلے پر جمود اور تعطل کی ادنی سی پرچھائیں بھی نظرنہیں آتی۔اب ہم اس دور کے اہم ناقدین اوران کے اہم تنقیدی کارناموں کا مختصر جائزہ لیں گے۔

4.9.2 الوسیلة الادبیة للعلوم العربیة۔شیخ حسین المرصفی

''**الوسیلة الادبیة للعلوم العربیة**' 'جامعہ ازہر کے ایک عظیم عالم **حسین المرصفی** کی تالیف ہے۔تین سال کی عمر میں ہی بصارت سے محروم ہوجانے کے باوجود المرصفی نے ادبی تنقید اور عربی ادب کو بصارت سے مالا مال کیا۔ان کی کتاب **الوسیلة**،لسانی موسوع کی حیثیت رکھتی ہے۔یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔یہ کتاب دراصل

الأزهر میں ان کے دیے گیے محاضرات کا مجموعہ ہے۔ان محاضرات میں انہوں نے بارہ علوم پر گفتگو کی مثلاً لسانیات، نحو، صرف، بلاغت، عروض، قوافی، املاء، تاریخ وادبی تنقید وغیرہ۔

اس کتاب میں المرصفی نے تقلید سے ہٹ کر تجدید سے کام کام لیا۔مثلاوہ شعر کی اس تعریف سے کہ وہ موزوں اور مقفی کلام کا نام ہے، اختلاف کرتے ہیں، ان کا ماننا ہے کہ شعراوراوزان قوافی سے پرے ایک بلند تر شئ ہے۔وہ بلیغ کلام ہوتا ہے جس میں استعارات اور بلاغت کے مختلف اسالیب اختیار کیے جاتے ہیں۔

الوسیلة' کو عربی وزبان وادب کی تعلیم میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ان کے تلامذہ کی فہرست میں **محمد سامی البارودی ،عبد الله فکری** اور **احمد شوقی** جیسے عظیم نام شامل ہیں۔البارودی نے ان اشعار کے ذریعے مرصفی کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

بلوت ضروب الناس طرّ ا فلم یکن

سوی المرصفیّ الحبر فی الناس کامل

همام ارانی الدهر فی طیّ برده

وفهنی حتی اتتنی الاماثل

4.9.3 الدیوان فی الادب و النقد: عباس محمود العقاد، عبد القادر المازنی

عباس محمود العقاد اور **ابراهیم عبد القادر المازنی** کی دس جلدوں پر مشتمل تصنیف ہے۔یہ کتاب ادب اور تنقید سے متعلق مختلف موضوعات پر مشتمل ہے۔دوسرے لفظوں میں اسے 'مدرسة الدیوان' کا دستور بھی کہا جاتا ہے۔کتاب میں جن شخصیات کو موضوع گفتگو بنایا گیا ہے۔ان پر تنقید کے یے سخت لہجے کا استعمال کیا گیا۔یہی وجہ

ہے کہ کتاب لوگوں کی تنقید کا نشانہ بنی۔

اس کتاب کے مؤلفین کو اس بات کا احساس تھا کہ ان کے زمانے کی شاعری اور ادب معاشرے اور انسانی جذبات کی سچی عکاسی کرنے سے قاصر ہیں۔لہذا ان دونوں نے ان صنمہائے ادب ،کومسمار کرنے اور ایسے ادب کی بنیاد رکھنے کی کوشش کی جو انسانی جذبات اور معاشرے کی حقیقتوں کا آئینہ دار ہو۔انہوں نے قدیم ادب کی ہر اس چیز کی مخالفت کی جو جمود کی طرف بلاتا ہو۔ان کا ماننا تھا کہ جب زندگی لامحدود ہے تو اس کے اظہار کے وسائل محدود کیسے ہو سکتے ہیں۔ادب زندہ وجاوید اور زمان ومکان کی قیود سے ماوراہے تو اس کو قوافی اور بحور کی قید میں کیوں کر جکڑا سکتا ہے۔ان دونوں نے شعر کی ظاہری شکل ،مضمون ،اس کے ڈھانچے اور مضمون میں نئی روح پھونکنے کے لیے نئے پیمانے وضع کیے۔

میخانیل نعیمہ نے ''**الديوان**'' کے بارے میں لکھا ہے:

> ''............مگر آج کچھ ہوش مند نوجوانوں نے اس خطرے اور اس کمی کی طرف سب کو متوجہ کیا ہے۔تمام پیمانوں کے ساتھ انہوں نے ہمیں حقائق سے آشکار کرانے کی کوشش کی ہے۔جس وقت اشیاء کو تولنے اور پرکھنے کے لیے میزان میں رکھا جاتا ہے وہ وقت اور گھڑی بہت نازک مگر اہم ہوتی ہے......اس وقت مصر کے ادبی منظر نامے پر چند ایسے نوجوان نمودار ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی ادبی راہ خود بنائی ہے۔انہوں نے اپنے آباء واجداد کے بتائے ہوئے طریقوں سے ہٹ کر نیا راستہ متعین کیا''

4.9.4 الغربال: میخائیل نعیمہ

میخائیل نعیمہ کا شمار جدید عربی تنقید کے ممتاز ناقدین میں ہوتا ہے۔ان کی پیدائش 1889 میں لبنان میں ہوئی۔1911 میں جب نعیمہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے امریکا گیے تو وہاں جا کر مہجری ادب کی نمایندہ تنظیم "**الرابطة القلمية**" سے وابستہ ہو گیے۔

میخائیل کی کتاب '**الغربال**'، جدید عربی تنقید کی بنیاد گزار کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔اس کتاب کا پہلا ایڈیشن 1923 میں منظر عام پر آیا تھا۔ یہ کتاب مہجری ادب کے اصولوں کی آئینہ دار بھی ہے اور ساتھ ساتھ ہی جدید عربی تنقید کے اصول بھی وضع کرتی ہے۔'الغربال' کو عربی ادب میں وہی حیثیت حاصل ہے جو اردو شعر و ادب میں خواجہ الطاف حسین حالی کی "مقدمۂ شعر و شاعری" کو حاصل ہے۔الغربال تنقید کی اہم کتاب بھی ہے اور خوب صورت عربی نثر کا نمونہ بھی۔

میخائیل کہتے ہیں کہ ایک ناقد جو کام کرتا ہے وہ دراصل مطرت کی نقل ہے۔مطرت خود چھاننے اور پھٹکنے کا کام کرتی ہے۔**میخائیل** نے اس فلسفۂ حیات کو نہایت خوب صورت پیرائے میں بیان کیا ہے۔

کتاب مختلف مضامین پر مشتمل ہے۔ان میں سے کچھ بعض ادبی کتابوں کے مقدمے کے طور پر لکھے گیے تھے۔کچھ عناوین یہ ہیں: ادب کا محور، عربی ڈرامہ نگاری، ادبی پیمانے، شعراء اور شاعر، شعر اور عروض، **خليل مطران** کا تکسلیر وغیرہ۔

4.10 اہم ناقدین اوران کے تنقیدی کارنامے:

	مصنف کا نام	سن پیدائش	سن وفات	تصنیف
۱	شیخ حسین المرصفی			الوسیلة الادبیة للعلوم العربیة
۲	عبد القادر المازنی	1889	1949	الدیوان فی الادب والنقد
۳	احمد ذکی ابو شادی	1892	1955	تأسیس مدرسة ابولو(جماعة اپولو کی تاسیس)
۴	عبد الرحمن شکری	1886	1958	عضو مدرسة الدیوان ومن رواده (مدرسة الدیوان کی تاسیس)
۵	عباس محمود العقاد	1889	1964	لدیوان فی الادب والنقد (بالاشتراك مع ابراهیم عبد القادر المازنی)
۶	محمد مندور	1907	1965	النقد والنقاد المعاصرون /النقد عند العرب
۷	طه حسین	1889	1973	فی الادب الجاهلی،مع ابی العلاء فی سجنه،فصول فی الادب والنقد
۸	میخائیل	1889	1988	الغربال /فی الغربال الجدید
۹	عائشة عبد الرحمن بنت الشاطی	1913	1998	قیم جدیدة للأدب العربی القدیم والمعاصر
۱۰	شوقی ضیف	1910	2002	النقد فی الادب والنقد ،فصول فی الشعر و النقد
۱۱	نازك الملائلة	1923	2007	قضایا الشعر المعاصر –سایکلو لوجیة الشعر

4.11 فرہنگ:

النهضة	بیداری عربی ادب میں 1798 کے مدیر فرانسیسی حملے کے نتیجے میں آنے والی تبدیلیوں کی وجہ سے اس دور کو **عصر النهضة** کہا جاتا ہے۔
الوسیلة	ذریعہ، سہارا
الدیوان	رجسٹر
المهاجرون	ہجرت کرنے والے
تنوع	اختلاف
آفاق	افق کی جمع، آسمان کے کنارے/ جہان/ دنیا جہان
تجدید	نیا کرنا/ جدت پیدا کرنا
تلمیح	اشارہ
مناقشے	گفتگو
اپولو	یونانی خدا کا نام، جو خوب صورتی اور محبت کا خدا ہے
التفعیلة	(علم عروض کی اصطلاح) اوزان شعر
مهجر	(بلاد امریکہ (جنوبی وشمالی) جہاں عرب ادبا ہجرت کرتے گئے
العصبة	گروہ
الرابطة	جماعت/تنظیم
رموز	اشارے

اساطیر	لوک کہانیاں
جوھر	اصل۔ شے کی اصل وماہیت
عکاظ	عصر جاہلی کے ایک مشہور بازار کا نام جو ادبی سرگرمیوں کے لیے جانا جاتا تھا۔
عصبیت	نسل پرستی، تعصب

4.12 معلومات کی جانچ:

۱۔ مدرسة الديوان کے بانی کا نام بتایئے۔

۲۔ شیخ المرصفی کا اہم تنقیدی کارنامہ کیا ہے؟

۳۔ جماعة ابولو کی بنیاد کس نے رکھی؟

۴۔ الرابطة القلمية، کا تعارف کروایئے،

۵۔ الغربال کے مؤلف کون ہیں؟

۶۔ مہجر شمالی اور مہجر جنوبی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

۷۔ ''عقاد'' کا پورا نام کیا ہے؟

۸۔ العصبة الاندلسية، کا نام کس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے

۹۔ ابو القاسم الشابی کا تعلق کس ادبی تحریک سے تھا؟

۱۰ العصبة الاندلسية کی بنیاد کس نے رکھی؟

4.13 نمونے کے امتحانی سوالات:

۱۔ **شیخ حسین المرصفی** کی تنقیدی آرا کا مختصر جائزہ لیجیے۔

۲۔ **مدرسة الدیوان** ،کا تعارف کرواتے ہوئے اس کے اہم تنقیدی کارناموں کا ذکر کیجیے۔

۳۔ 'مہجر' سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ بلاد مہجر میں تنقید کی نشوونما سے متعلق نوٹ لکھیے۔

۴۔ **الرابطة القلمية** کے تنقیدی اصول اور مبادی تحریر کیجیے۔

۵۔ '**جماعة ابولو**' کے نام کی معنویت بتایئے اور اس کے تنقیدی افکار کا جائزہ لیجیے۔

4.14 مطالعے کے لیے معاون کتابیں:

۱۔ فی تاریخ الادب العربی الحدیث — محمد احمد ربیع

۲۔ حرکات التجدیدفی الشعر العربی الحدیث — عبد المنعم الخفاجی

۳۔ رواد التجدید فی الشعر العربی الحدیث — انس داؤد

٤۔ النقد والنقاد المعاصرون — محمد مندور

۵۔ محاضرات النقد العربی المعاصر — یوسف وغیسی

٦۔ جماعة الدیوان:تعریفها وخصائصها وشعراؤها — أ۔د۔سعد بن العلوی

۷۔ جماعة ابولو وأثرها فی الشعر الحدیث — عبد العزیز الدسوقی

۸۔ مدرسة ابولو الشعریه فی ضوء النقد الحدیث — محمد سعد فشوان

٩ـ	ادب المهجر	عيسى الناعورى
١٠ـ	قصة الادب المهجرى	عبد المنعم الخفاجى
١١ـ	الغربال	ميخائيل نعيمه
١٢ـ	المهاجرة والمهاجرون	خالد محى الدين
١٣ـ	شعراء مصر بيئاهم فى الجيل الماضى	عباس محمود النقاد
١٤ـ	مناهج النقد المعاصر	صلاح فضل
١٥ـ	حركة النقد الحديث والمعاصر فى الشعر العربى	ابراهيم الحاوى